Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | منگل ۲۹ شعبان ۱۴۱۰ھ ۲۷ امان ۱۳۶۹ ہش، ۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۷۱

سنجیدگی کی ضرورت

"مَیں جماعت کے اس حِصّے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نَو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریکِ جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں۔"

(ارشاد سیدنا امام جماعت احمدیہ (الرابع)

الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء)

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ

"بیعت میں انسان زبان کے ساتھ گناہ سے توبہ کا اقرار کرتا ہے مگر اس طرح سے اس کا اقرار جائز نہیں ہوتا جب تک دل سے وہ اقرار نہ کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ جب سچے دل سے توبہ کی جاتی ہے تو وہ اُسے قبول کر لیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے .... یعنی میں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے۔ جو کہ سچے دل سے توبہ کرنیوالا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔ سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اُس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں۔ اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلّی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ مَیں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اگرچہ مجھے اپنے بھائیوں، قریبی رشتہ داروں اور سب دوستوں سے قطع تعلق ہی کرنا پڑے مگر مَیں خدا تعالیٰ کو سب سے مقدّم رکھوں گا اور اسی کے لئے اپنے تعلقات چھوڑتا ہوں۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کیونکہ انہیں کی توبہ دلی توبہ ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۰)

"اس شرط سے دین کو کبھی قبول نہ کرنا چاہیئے کہ مَیں مالدار ہو جاؤں گا۔ مجھے فلاں عہدہ مل جاوے گا۔ یاد رکھو کہ شرطی ایمان لانے والے سے خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ بعض وقت مصلحت الٰہی یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان کی کوئی مُراد حاصل نہیں ہوتی۔ طرح طرح کے آفات۔ بلائیں بیماریاں اور نامرادیاں لاحق حال ہوتی ہیں مگر اُن سے گھبرانا نہ چاہیئے۔ موت ہر ایک کے واسطے کھڑی ہے اگر بادشاہ ہو جاوے گا تو کیا موت سے بچ جاوے گا؟ غریبی میں بھی مرنا ہے۔ بادشاہی میں بھی مرنا ہے اس لئے سچی توبہ کرنے والے کو اپنے ارادوں میں دنیا کی خواہش نہ ملانی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۰)

محفوظ تحریریں

حضرت امام جماعت (الرابع) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک مکتوب "عزیزہ مکرمہ فرحت واکر صاحبہ کے نام" محترمہ فرحت صاحبہ مکرم و محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر کی صاحبزادی ہیں۔

عزیزہ مکرمہ فرحت واکر صاحبہ

الفضل کے ۱۶ جنوری کے شمارہ میں آپ کے ابا جان کا پرانا کلام شائع ہوا ہے۔ بڑا گہرا اور پُرلطف ہے۔ آپ بھی پڑھ کر لطف اٹھائیں آپ کے پاس ان کی نظمیں یا بعض دوسری تحریرات محفوظ ہوں تو وہ بھی ایڈیٹر صاحب الفضل کو بھجوانی چاہئیں تاکہ وہ حسب حالات اُن سے استفادہ کر سکیں۔ اللہ آپ کے ابا پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ بڑے بلند پایہ بزرگ عالم تھے۔ اللہ آپ کو اور دیگر بہن بھائیوں کو ان کی خوبیوں کا وارث بنائے۔

خاکسار مرزا طاہر احمد

امام جماعت احمدیہ (الرابع)

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیز ظہیر احمد حیات و عزیزہ طیبہ حیات صاحبہ کو ۲۵ مارچ ۱۹۹۰ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "مسعود احمد" نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم بشیر احمد صاحب حیات آف لندن کا پوتا اور مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کا نواسا ہے۔ احباب سے نومولود کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

عیب شماری کی بجائے اپنی اصلاح کریں

ارشادات سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ آپ سے راضی ہو

"عیب شماری کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا ٹھیک نہیں۔ کچھ اپنی اصلاح بھی چاہیئے ہمیشہ کسی دوسرے کی عیب جینی سے پہلے اپنی گزشتہ عمر پر نگاہ ڈالو کہ ہم نے اتباع رسول پر کہاں تک قدم مارا اور اپنی زندگی میں کتنی تبدیلی کی ہے ایک عیب کی وجہ سے ہم کسی شخص کو بُرا کہہ رہے ہیں کیا ہم میں بھی کوئی عیب ہے یا نہیں اور اگر اس کی بجائے ہم میں یہ عیب ہوتا اور ہماری کوئی اس طرح پر غیبت کرتا تو ہمیں بُرا معلوم ہوتا یا نہیں۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں کسی نے ایک شخص کو جھوٹا کہہ دیا۔ اس پر وہ بہت جھنجھلایا کہ اوہ! ہم جھوٹے ہیں۔ فرمایا۔ کیا اس شخص نے کبھی جھوٹ نہیں بولا جو اتنا ناراض ہو رہا ہے اسے چاہیئے تھا کہ اپنی پچھلی عمر کا مطالعہ کرتا اور دیکھتا کہ آخر کبھی تو مَیں نے جھوٹ بولا۔ اور خدا نے ہمیشہ ستاری کی ہے پس اب کسی کے کہنے پر مَیں کیوں اتنا ناراض ہو رہا ہوں۔"

(خطباتِ نور جلد دوم صفحہ ۲۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر :- آغا سیف اللہ ، پرنٹر :- قاضی منیر احمد
مطبع :- ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت :- دار النصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷ ، امان ۱۳۶۹ ہش ۲۷ ، مارچ ۱۹۹۰ء

ہمارا پاکستان

پاکستان بنا تو پتہ چلا کہ وطن بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو ہزاروں سال سے وطن ہوتا ہے جس میں آباء و اجداد زندگی گزار چکے ہوتے ہیں اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ وہ خطّہ یا وہ علاقہ کس طرح ان کا وطن بنا۔ حدِ یاد داشت تک آباء و اجداد کے وہاں رہنے کا پتہ چلتا ہے۔ اور ایک وہ جو خود کوشش کر کے بنایا گیا ہو۔ جس کے لئے جدوجہد کی گئی ہو اور جس کے نام سے پہلے کوئی آشنا نہ ہو۔ اس کے لئے خون پسینہ ایک کیا ہو۔ چونکھی لڑائی لڑی ہو۔ ایسا وطن ہے پاکستان۔ اور یہ ہے ہمارا وطن۔

پہلی قسم کے وطن کے ساتھ بھی محبت ہوتی ہے۔ اور ہونی بھی چاہیئے۔ جہاں انسان پیدا ہوتا ہے۔ پلتا بڑھتا ہے۔ جس علاقہ کے ساتھ اس کی زندگی کے تمام پہلو وابستہ ہوتے ہیں۔ اس کا نفع اور نقصان۔ اس کی اچھائی اور بُرائی۔ اور جہاں اسکے آباء و اجداد نے زندگیاں گزاری ہوئی ہیں اور جہاں ان کی ہڈیاں دفن ہیں۔ اس کے ساتھ محبت تو ایک لازمۂ حیات ہے۔ اس کے ساتھ محبت ایمان کا حصّہ ہے اور یہ محبت جتنی زیادہ ہو اتنی ہی اس کے معاشرہ میں اس کی عزّت ہوتی ہے۔

لیکن پاکستان سے محبت ان باتوں کے علاوہ اس وجہ سے بھی ہونی چاہیئے کہ یہ تو ہم نے خود بنایا ہے۔ اس کے لئے تو ہم نے جدوجہد کی ہے۔ اس کے لئے تو ہم نے اپنے اموال قربان کئے ہیں۔ گھر بار چھوڑے ہیں اور جانیں لٹائی ہیں۔ ہمارے خون بہے ہیں۔ یہ ساری باتیں از خود دل میں یہ جذبہ پیدا کرتی ہیں کہ اگر ہم اپنی ایک چھوٹی سے چیز سے بھی محبت کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں تو پھر پاکستان سے محبت کیوں نہ کی جائے اور اسکی حفاظت کیلئے سب کچھ داؤ پر کیوں نہ لگا دیا جائے۔

پاکستان ہمارا وطن ہے اور ہمارا اپنا بنایا ہوُا وطن ہے۔ اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اب اسے مستحکم دیکھیں۔ ترقی کرتا دیکھیں۔ دنیا کے ہر فورم میں اس کو نمائندگی دلوائیں اور ہر جگہ کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیں۔ اور یہ صرف اور صرف اس طرح ممکن ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اسے اپنی ذاتی ذمہ داری سمجھے اور اس کیلئے شب و روز کوشش کرے۔ ملکی امور میں اس کا ایک ہی مطمح نظر ہو کہ پاکستان ۔ ہمارا پاکستان ۔ مستحکم ہو اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے۔

تشخّص

ہے ہمارا تشخّص ہمارا وطن
چاند رُوحوں کا، آنکھوں کا تارا وطن
ہم کسی قریہ کے ہوں کسی شہر کے
سچ تو یہ ہے ہمارا ہے سارا وطن

ابو الاقبال

○

مری طرف بھی ذرا التفات ہو جائے
بُتوں سے پاک مرا سومنات ہو جائے

مری حیات پہ چھائی ہوئی ہے مرگِ جمُود
یہ جس سے رقص میں آئے وہ بات ہو جائے

نئی زمین نیا آسمان پیدا ہو
کچھ ایسی زیر و زبر کائنات ہو جائے

وہ انقلاب بپا ہو مرے رگ و پے میں
کہ برق پا مری نبضِ حیات ہو جائے

مری نظر سے نظر اِس طرح ملا ساقی
کہ تیری اور مری ایک ذات ہو جائے

بتا دے چال وہ شطرنجِ زیست کی مجھ کو
کہ جس سے بازیٔ ابلیس مات ہو جائے

یہ شش جہات مرے کام کا نہیں تنویرؔ
بدل بدل کہ نیا شش جہات ہو جائے

روشن دین تنویرؔ

○

واقفینِ زندگی کی اَشد ضرورت

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) خطبہ جمعہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء میں فرماتے ہیں:

"دوست یاد رکھیں کہ وقفِ زندگی دراصل سنتِ انبیاء ہے۔ انبیاء کے بچوں سے زیادہ دنیا میں اور کوئی معزز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بچے اس عاجزی سے وقف کئے ہیں۔ اس طرح گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اور روتے ہوئے وقف کئے ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

احمدیت کی اگلی صدی میں واقفینِ زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفینِ زندگی آنے چاہئیں جن کو دراصل ہم خدا کے حضور اس نیت کے ساتھ تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں کہ ان کی صلاحیتوں سے بعد ازاں اگلی صدی کے لوگوں نے فائدہ اٹھانا ہے۔ تو یہ ایک تحفہ ہے جو ہم نے اگلی صدی کو دینا ہے۔ اس لئے جن کو بھی توفیق دے وہ اس تحفے کے لئے تیار ہو جائیں۔"

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

نیلسن منڈیلا (قید در قید کے بعد)

جنوبی افریقہ کے نیلسن منڈیلا کو مسلح بغاوت کے جرم میں عمر قید کی سزا ملی تھی حال ہی میں انہوں نے اپنی قید کے ۲۷ سال پورے کئے تو انہیں رہا کر دیا گیا۔ سویٹو جو ان کا اپنا شہر ہے۔ وہاں جب ان سے پوچھا گیا کہ اتنا لمبا عرصہ قید میں رہنے کے بعد اب واپس آئے ہیں تو جنوبی افریقہ کی کونسی ایسی بات ہے جسے آپ سب سے بڑی تبدیلی کہہ سکتے ہیں نیلسن منڈیلا نے جواب میں کہا کہ بہت سی چیزیں تو ویسی ہی ہیں لیکن ایک بات جس نے مجھے حیران کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ اب پہلے سے بہت زیادہ سفید فام لوگ ایسے ہیں جو افریقن نیشنل کانگرس کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور وہ اس بات پر تیار معلوم ہوتے ہیں کہ جنوبی افریقہ سے نسل پرستی کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اس ملک کے سیاہ فام لوگ کب پوری طرح آزاد ہو جائیں گے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں کوئی پیغمبر نہیں ہوں۔ یعنی باوجود اس کے کہ حالات تبدیل ہو رہے ہیں اور صحیح سمت چل رہے ہیں میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ سیاہ فام لوگوں کو مکمل آزادی کب ملے گی۔ ان سے یہ بھی پوچھا گیا کہ کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جسے آپ کو نبھانا ہے تو انہوں نے اپنی پارٹی کے وفادار ممبر کی طرح کہا مجھے کسی بڑی ذمہ داری سے ڈر نہیں لگتا۔ میں تو اپنی پارٹی اے این۔ سی۔ کا ایک وفادار ممبر ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ اطاعت کیا ہے۔ اور ڈسپلن کسے کہتے ہیں۔ جو کچھ میرے سامنے آئے گا اسکے متعلق میں اپنے خیالات کا اظہار اپنی پارٹی کے سامنے کر دوں گا۔ میں کسی صورت بھی ایک فرد کی حیثیت سے کام نہیں کروں گا۔ میں پارٹی کے تمام افراد کے ساتھ مل کر ہی آگے چل سکتا ہوں۔ جب ان سے ان کی صحت کے متعلق پوچھا گیا کہ معلوم ہوتا ہے آپ کی صحت تو بہت اچھی ہے تو انہوں نے جواب دیا بالکل ٹھیک میری صحت بہت اچھی ہے اور جن سپیشلسٹ ڈاکٹروں نے میری دیکھ بھال کی ہے وہ بہت اعلیٰ درجے کے ڈاکٹر تھے انہیں تپ دق کا مرض بھی لاحق ہو گیا تھا۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ ڈاکٹروں نے تپ دق کا بہت جلد علاج کرنا شروع کر دیا اور اس طرح میں مکمل صحت یاب ہو گیا۔ جب جیل کی سختیوں کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ شروع شروع میں تو زندگی خاصی مشکل تھی۔ اگرچہ میرے ساتھ تو انہوں نے کوئی برا سلوک نہیں کیا لیکن میرے دوسرے ساتھی ان کے تشدد کا نشانہ بنے۔ جو ان پر نگران مقرر کئے گئے تھے ان کے متعلق انہوں نے کہا کہ ان کا سلوک مجھ سے بہت اچھا تھا۔ اور اس طرح میں کہہ سکتا ہوں کہ ہم آپس میں دوست بن گئے تھے۔ اور اگر اب کبھی مجھے موقعہ ملا تو میں ان سے ضرور ملوں گا۔ جیل کی زندگی کے متعلق ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کے دل میں ان ایام کے متعلق کوئی سخت جذبات ہیں۔ جواباً انہوں نے کہا کہ ہیں بھی اور نہیں بھی۔ بعض باتیں اچھی تھیں اور بعض بری۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ حکومت کو کب اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ وہ آپ کے ساتھ بہتر تعلقات بنانے کی کوشش کرے تو انہوں نے کہا کہ ۱۹۶۰ء کے دہاکے ہی میں انہوں نے میرے ساتھ یہ رویہ اختیار کر لیا تھا۔ مجھے وزیر انصاف کئی دفعہ ملے اور جو شخص اب پارلیمنٹ کے سپیکر ہیں وہ بھی مجھ سے ملاقات کرنے آئے۔ عمائدین کو بھی میرے پاس آنے کی اجازت دی گئی۔ ان میں سے کچھ لوگ مقامی تھے۔ اور کچھ بیرون ملک کے۔ انہیں میرے ساتھ ملاقات کی اجازت دی گئی۔ اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کا رویہ دو رویہ تھا۔ ایک طرف مجھ سے اچھا سلوک بھی کرتے تھے اور دوسری طرف اسکے خلاف بھی کچھ کہا جا سکتا ہے جب انہوں نے پریذیڈنٹ ڈی کلارک کے متعلق کہا کہ وہ ایک ثقہ آدمی ہیں۔ تو ان سے پوچھا گیا کہ ان کی کس بات نے یہ تاثر دیا ہے۔ نیلسن منڈیلا نے بتایا کہ ان کی بہت سی ایسی باتیں ہیں جو انہوں نے کہیں اور پوری کر دکھائیں۔ اور اس طرح مجھے اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ صدر ایک ثقہ آدمی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میرے خیال میں اب ڈی کلارک کے پاس کوئی ایسی وجوہات نہیں ہیں جنکی وجہ سے وہ سیاسی قیدیوں کو قید میں رکھیں یا ہنگامی حالات کا خاتمہ نہ کریں۔ انہیں یہ بات یاد دلائی گئی کہ نسل پرستی تو اب بھی جاری ہے۔ آپ کس طرح کہتے ہیں کہ افق پر آزادی نظر آنے لگی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے ذاتی طور پر یہ بات نہیں کہی۔ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ یہ ہے کہ اب صدر مملکت ان سوالوں کی طرف توجہ دینے کے موڈ میں ہیں اور سیاسی قیدیوں کو رہا کرنا اور ہنگامی حالات کا اٹھا لینا انکے لئے ممکن ہو گیا ہے۔ جب یہ دونوں باتیں ہو جائیں گی تو ہم اکٹھے بیٹھ کر نیا دستور بنانے کی کوشش کریں گے البتہ یہ ضرور ہے کہ ہماری پارٹی اپنی کمزور حیثیت کو ساتھ لے کر آگے نہیں بڑھنا چاہتی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ جنوبی افریقہ پر دیگر ممالک نے پابندیاں لگائی ہوئی ہیں وہ کب اٹھائی جانی چاہئیں تو انہوں نے کہا کہ جب ہمارا آپس میں کوئی قابل قبول فیصلہ ہو جائے اس وقت یہ پابندیاں اٹھانا مناسب ہوگا۔ سفید فام لوگ اس بات سے خائف ہیں کہ اگر سیاہ فام لوگوں کے ہاتھ میں حکومت چلی جائے تو وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کریں گے اس سلسلے میں نیلسن منڈیلا نے کہا کہ یہ خوف بے بنیاد ہے۔ ہم نے اپنے "فریڈم چارٹر" میں اپنی پالیسی کا اظہار کر دیا ہوا ہے۔ اور یہ پالیسی ہر شخص کو مطمئن کرنے کی کوشش کرے گی۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہم اپنے آپ کو دوسروں کے اوپر رکھ کر ان پر رعب ڈالیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انہیں موت کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ ان دھمکیوں کے متعلق ان کا ذاتی خیال کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ بائیں بازو کی طرف سے مجھے کوئی دھمکی نہیں مل رہی۔ نہ مجھے ان سے کوئی خوف ہے۔ البتہ دائیں بازو کے لوگ مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ لیکن مجھے ڈر یوں نہیں لگتا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے لوگ میری حفاظت کریں گے۔

خدا کرے کہ نیلسن منڈیلا کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور وہ اپنے ساتھیوں کے لئے ایک مفید رہنما ثابت ہوں۔

مشرقی یورپ اور فیڈل کاسترو

جنیوا میں مشرقی یورپ کے ممالک نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن میں کیوبا کے خلاف ووٹ دیئے ہیں اور کیوبا کے صدر فیڈل کاسترو نے فیڈریشن آف کیوبن ویمن کے کنونشن میں اسکی شدید مذمت کی ہے۔ مسٹر کاسترو نے روس کی اس لئے تعریف کی کہ اس نے کیوبا کو مگ ۲۹ ایس دیئے ہیں۔ انہوں نے سینڈنسٹا کے انقلابیوں کے ساتھ اپنے مضبوط روابط کا ذکر بھی کیا۔ سینڈنسٹا حال ہی میں انتخابات ہار گئے ہیں اور ٹیگا کی بجائے چمورو صدر منتخب ہو گئی ہیں۔ مشرقی یورپ میں سوشلسٹ کیمپ کو جو ہزیمت پہنچی ہے۔ اس پر مسٹر کاسترو نے دلی افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ دائیں بازو کے حزب اختلاف نے اب چیکوسلواکیہ اور پولینڈ میں حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی ہے۔ ان دونوں ملکوں نے امریکہ کے ساتھ مل کر وہ ریزولیوشن پیش کیا تھا۔ جسمیں کیوبا کی مذمت کی گئی ہے۔ ہنگری اور بلغاریہ جن کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ وہ سوشلسٹ ملک ہیں انہوں نے نہایت قابل مذمت رویہ اختیار کرتے ہوئے اس مذموم ریزولیوشن کی تائید کی۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ حکومتیں جو اس قسم کا مذموم ریزولیوشن تاریخ کے صفحات پر لکھ سکتی ہیں انہیں اس خون کے بہائے جانے کی ذمہ داری بھی لینی چاہیئے جو امریکہ کے کیوبا پر حملے سے بہایا جائے گا۔ انہوں نے روس کی طرف سے مگ ۲۹ ایس ملنے کی بار بار خوشی کا اظہار کیا اور روس کو اسکی جی بھر کے داد بھی دی

نکاراگوا میں تبدیلیاں

نکاراگوا کی اسمبلی نے گذشتہ دنوں ایک ایسے قانون کا خاتمہ کر دیا جو ذرائع ابلاغ پر بہت سی پابندیاں عائد کرتا تھا اور یہ فیصلہ بھی کیا کہ ٹیلیویژن کو حکومت کی سرپرستی سے الگ کیا جائے تاکہ ذرائع ابلاغ کو اپنی بات کہنے کی پوری آزادی حاصل ہو۔ یہ ایسے وقت میں کیا گیا ہے۔ جب کہ انتخابات کے بعد نئی حکومت ملک کا انتظام سنبھالنے والی ہے۔ اس قومی اسمبلی میں اکثریت سینڈنسٹا کی ہے اور ووٹنگ کی صورت یہ رہی کہ ریزولیوشن کے حق میں ۸۴ ووٹ اور مخالفت میں صرف ایک ووٹ۔ جس قانون کو اب ختم کیا گیا ہے۔ اسکی وجہ سے وزارت داخلہ کو ذرائع ابلاغ پر پورا اختیار حاصل تھا۔ حزب مخالف پاپولر کرسچین سوشلسٹ پارٹی کے ایک ممبر رامون آرہینز نے اسمبلی کے سامنے

باقی صـ کالم ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسس خیال کا اظہار کیا کہ سینڈ نسٹا فرنٹ نے یہ قانون پاس کر کے گذشتہ دس سال تک بڑی سخت غلطی کا ارتکاب کیا یہ نکاراگوا کے تمام قوانین میں سے سب سے زیادہ سخت تھا۔ ٹیلیویژن پر گذشتہ دس سال سے صرف سینڈ نسٹا کے خیالات نشر کئے جاتے تھے۔ چنانچہ اب ٹیلیویژن کو بھی حکومت کے انتظام سے الگ کر دیا گیا ہے۔ دراصل اسمبلی نے تمام قوانین کا اس صورت میں جائزہ لیا ہے۔ کہ حکومت کی تبدیلی کے بعد سینڈ نسٹا پر زیادہ ہاتھ نہ ڈالا جا سکے۔ ایک ریزولیوشن یہ بھی منظور کیا گیا ہے کہ جو جرائم ۱۹۷۹ء اور ۱۹۹۰ء کے درمیان وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ اگر ان کے چالان پیش نہیں کئے گئے تو ان تمام ملزموں کے مقدمات واپس لے لئے جائیں۔ چنانچہ ایسا کرنے سے بھی نئی حکومت کو سینڈ نسٹا کے خلاف کسی قدم کے اٹھانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اسمبلی کے اس اجلاس کے دوران یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ دس ہزار مکانات جو اب حکومت کی ملکیت ہیں وہ ان لوگوں کو دے دیئے جائیں جو ان میں رہائش پذیر ہیں۔ ان مکانات کی اکثریت سابقہ ڈکٹیٹر سموزا کے حامیوں سے لے لئے گئے تھے۔

نکاراگوا کے صدر ڈینیل اورٹیگا حکومت کی تبدیلی کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلحہ تقسیم کیا جا رہا ہے اور اس طرح اورٹیگا کے حامیوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب بھی گلی کوچوں میں آئندہ حکومت کے حامیوں اور موجودہ حکومت کے حامیوں میں لڑائی ہو رہی ہے۔ امریکی انتظامیہ نے یہ بھی الزام لگایا ہے کہ اورٹیگا کی حکومت اگلی حکومت کیلئے مشکلات پیدا کرنے کی خاطر اقتصادی طور پر ملک کو تباہ کر رہی ہے۔ تاکہ چمورو کی حکومت اس جال میں پھنس کر زیادہ بہتر کام نہ کر سکے۔

اُردن میں غیر ملکی مزدور

اردن کے نئے وزیر اعظم مدار بدران نے انتباہ کیا ہے کہ اگر بیرونی ممالک کی کمپنیاں جو اپنا کاروبار اردن میں چلا رہی ہیں نے مقامی لوگوں کو ملازم نہ رکھا تو ان کو دیئے جانے والے ٹھیکے منجمد کر دیئے جائیں گے اور وہ اپنا کاروبار نہیں چلا سکیں گے انہوں نے اردن کے مزدوروں کی ایسی کمپنیوں میں ملازمت کی جو حد رکھی ہے وہ ۷۰ فی صد ہے اور یہ شرط بھی ہے کہ کمپنیوں کا ایک شریک کار اردنی ہونا چاہیئے یہ بات اردن کی سرکاری خبر رساں ایجنسی پیٹرا (PETRA) نے بتائی ہے۔ البتہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے پہلے جو معاہدے ہو چکے ہیں۔ ان پر یہ قانون لاگو نہیں کیا جائے گا۔

دراصل بیرونی ممالک کی کمپنیوں میں ۲ لاکھ ۲۵ ہزار افراد ایسے ہیں جنہیں غیر قانونی طور پر ملازم رکھا گیا ہے۔ یعنی دیگر ممالک سے بلا کر۔ جبکہ اس وقت اردن میں ۸۵ ہزار اردنی لوگ بیکار ہیں۔ مزدوری میں وزارت محنت نے بیرون ملک سے آنے والے مزدوروں کے پرمٹ جاری کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بہت سے اردن کے آجر بھی مصری شامی یا دیگر ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کو ملازم رکھنا پسند کرتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے زیادہ عرصہ کام لیا جاتا ہے اور اجرت بھی کم دی جاتی ہے۔ عام طور پر یہ اجرت ۱۰۰ دینار یعنی ۱۵۰ امریکی ڈالر ماہوار ہے۔ وزیر اعظم نے لوگوں کو بتایا ہے کہ یہ اقدام اس لئے کیا گیا ہے کہ اردن کے بیکار لوگوں کو ملازمت مل سکے۔ انہوں نے زور دے کر یہ بات دہرائی کہ اگر کمپنیوں نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا۔ تو ایسے پراجیکٹ جو ان کو دیئے گئے ہیں اور جن کے لئے رقوم حکومت مہیا کرتی ہے وہ بند کر دیئے جائیں گے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بیرونی لوگوں کو ملازمت ہرگز نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ خاص حالات میں ان کو ملازمت دی بھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے بیرونی ملازموں کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ کمپنیاں یہ بات ثابت کریں کہ ان کے کام کے بعض حصوں کے لئے ملک کے اندر تجربہ کار لوگ موجود نہیں ہیں اور اس لئے انہیں باہر سے ایسے لوگوں کو منگوانے کی ضرورت ہے جو ان کا کام چلا سکیں وزیر اعظم موصوف نے ایک کمیٹی کے بنائے جانے کا اعلان کیا ہے جو ان تمام امور کو سامنے رکھ کر اپنی رپورٹ کابینہ کو پیش کرے گی۔

زیادہ بلندی پر ہوائی سفر کے خطرات

فضائی (کوسمک) شعاعیں تو صرف سائنسی افسانوں میں بیان کی جاتی تھیں اور ان لوگوں کیلئے خطرے کا باعث سمجھی جاتی تھیں جو غیر معلوم دنیاؤں کا خلاء میں سفر کرتے ہیں اس ہماری زمین پر تحتی اٹامک ذرات جو سورج سے یہاں پہنچتے ہیں یا ستاروں سے۔ ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اب یہ نظریہ بالکل بدل گیا ہے۔ کم از کم ان لوگوں کے لئے جو اپنی زندگی کا بہت سا حصہ بلندیوں پر ہوائی سفر کرتے گذارتے ہیں۔ گذشتہ ہفتے امریکی ڈیپارٹمنٹ آف ٹرانسپورٹیشن (یعنی مواصلات) کے شعبے نے اس بات کا اظہار کیا کہ ریڈی ایشن جو جیٹ لائینز میں سے گذرتی ہے وہ مسافروں اور جہاز کے عملے کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ وہ لوگ جو کبھی کبھار ہوائی سفر کرتے ہیں ان کے لئے تو یہ کوئی ایسا خطرہ نہیں کہ وہ اس سے پریشان ہو جائیں۔ لیکن سرکاری سطح پر جو تجزیاتی مطالعے کئے گئے ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ جب خطرہ پیدا ہوتا ہے تو اس سے کینسر کے امکان بڑھ جاتے ہیں۔ پہلے تو ان لوگوں کے لئے جو جہاز کا عملہ ہیں اور پھر ان لوگوں کیلئے جو اکثر سفر کرتے ہیں۔ اس بات کے پیش نظر وفاقی ہوائی ایڈمنسٹریشن نے جہازوں پر کام کرنے والوں کو بعض ہدایات جاری کی ہیں۔ تاکہ وہ فضائی یا ہوائی ریڈی ایشن سے بچ سکیں۔ ان تجزیات میں یہ اندازہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ ایک لاکھ جہاز کے کارکنوں میں سے جو کارکن ۲۰ سال تک ہوائی سفر کرتے رہیں یہ ریڈی ایشن ان میں ۶۰۰ افراد کیلئے قبل از وقت کینسر کا خطرہ بن سکتی ہے۔ اگر باقی تمام وجوہات کی بنا پر ۲۲ ہزار افراد کینسر کی وجہ سے ہلاک ہوں تو جو بات پہلے بیان کی گئی ہے (یعنی ایک لاکھ میں سے ۶۰۰) تو وہ بات درست ثابت ہوتی ہے۔

جو لوگ اس سے آدھا وقت ہوائی سفر میں گذارتے ہیں۔ خاص طور پر پائلٹ پائیلوں کیلئے کہ ہر ہفتے ۹ گھنٹے سفر کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ خطرہ نصف تک کم ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خطرے کا بہت سا تعلق بلندی سے بھی ہے اور پولز (POLES) کے قریب جانے سے بھی۔ اگر ایک سال نیو یارک سے ٹوکیو کا سفر کیا جاتا رہے تو اس سے ۳۰ گنا نقصان کا امکان ہے کہ اگر آسٹن سے ہوسٹن کے درمیان سفر کیا جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جہاز کے عملے میں حاملہ عورتوں کو زیادہ نقصان کا امکان ہے اگر حاملہ ہونے کے پہلے ۷ ماہ کے اندر مسلسل سفر جاری رکھا جائے۔ تو خطرہ بہت زیادہ بڑھ سکتا ہے اور بچہ پیدائش ہی سے کسی خامی کا حامل ہو سکتا ہے۔ تجزیہ نگاروں کا یہ خیال ہے کہ ان ایام میں خواتین کو رخصت لے لینی چاہیئے یا کم سفر کرنے کا اہتمام ہونا چاہیئے جیسا کہ ہر بات میں ہوتا ہے یہاں بھی بعض ڈاکٹر کہتے ہیں کہ خطرہ تو بے شک ہے لیکن جتنے دوسرے عوامل سے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے یہ خطرہ بہت کم ہے اسلئے ڈاکٹر ویلیس فرائنڈ برگ FRIEDBERG جو کہ ریڈیو بائیولوجی کے الف۔ اے۔ اے۔ کے سربراہ ہیں کہتے ہیں کہ اگر میری بیوی اس حالت میں ہو تو میں اسے ہرگز یہ نہیں کہوں گا کہ وہ ہوائی سفر نہ کرے

"بچہ زندہ ہے" ایک وضاحت

"بچہ زندہ ہے" کے نام سے ایک واقعہ مکرم حکیم طالب حسین صاحب کے نام سے الفضل ۳ مارچ ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا اس میں ذکر کیا گیا تھا کہ پیدائش سے پہلے بچہ کی زندگی کے آثار نہ تھے اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ بچہ پیٹ میں فوت ہو چکا ہے اس مضمون نگار کے بقول لیڈی ڈاکٹر نے کہا "ہمیں لکھ کر دیں کہ بچہ اپریشن سے پہلے مر چکا ہے" چنانچہ یہ تحریر لکھ دی گئی۔

فضل عمر ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ بچے کی زندگی کے بارے میں ناامیدی کا اظہار کرتے ہوئے اپریشن کی اجازت کی تحریر لی گئی تھی جو ہر اپریشن سے پہلے معمول کے مطابق لی جاتی ہے۔

اصل بات یہ تھی کہ اپریشن سے قبل بچے کے دل کی دھڑکن آنے سے سنائی نہ دیتی تھی۔ تاہم الٹرا ساؤنڈ مشین سے معلوم ہوا کہ بچہ زندہ ہے۔ لیکن دل کی دھڑکن معمول سے بہت کمزور تھی اور مریضہ کو جس خراب حالت میں ہسپتال لایا گیا تھا اس کے پیش نظر اپریشن کی صورت میں بچہ کی زندگی کو خطرہ لاحق تھا۔ اس اندیشہ سے مریضہ کے لواحقین کو ضرور آگاہ کر دیا گیا تھا۔

(ادارہ)

ادارہ الفضل کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ وفات یافتگان کے سلسلہ میں وقت یا تاریخوں کو چیک کر سکے۔ یہ تمام تر ذمہ داری مضامین لکھنے والوں پر ہے۔ مہربانی فرما کر اس کا خیال رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبصرہ

ضیاء الحق

سُنّت میں سیاسی نظریے

اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور نے قمرالدین خاں کی ایک کتاب "POLITICAL CONCEPTS IN SUNNAH" یعنی "سنت میں سیاسی نظریے" شائع کی ہے اس کے ۱۶۲ صفحات ہیں اور قیمت ۹۰ روپے ہے۔ اس کتاب پر ضیاء الحق نے ڈان میں جو تبصرہ کیا ہے وہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"یہ کتاب جن اہم سوالوں کے متعلق تحقیق کے رنگ میں کچھ باتیں پیش کرتی ہے وہ یہ ہیں:

کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ۶۲۲ عیسوی میں مدینے میں ایک ریاست کی بنیاد رکھی تھی۔ یا ماننے والوں کی ایک جماعت کی۔

کیا حضور نے ایک مکمل ضابطۂ حیات اور سیاسی دستور اور معاشی نظام دیا تھا۔

مرحوم پروفیسر قمرالدین خان جنہوں نے دیگر اسلامی موضوعات پر بھی کئی چیزیں لکھیں مثلاً THE POLITICAL THOUGHT OF IBN-I-TAIMIYYA یعنی ابن تیمیہ کے سیاسی تصورات اور "POLITICAL CONCEPTS IN THE HOLY QURAN" یعنی قرآن مجید میں سیاسی نظریے۔

انہوں نے نہایت شستہ زبان میں اس چھوٹی سی کتاب میں ان سوالات پر بحث کی ہے۔ ان کا خیال ہے یعنی قمرالدین خان کا کہ قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّہ کوئی ایسے اصول یا قواعد فراہم نہیں کرتے جن سے ایک سیاسی ریاست میں کام لیا جا سکے۔ حضور خدا تعالےٰ کے ایک رسول تھے اور اخلاقی استاد۔ جن کا ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ اپنے ماننے والوں کو ایک محدود معاشی اقتصادی اور سیاسی نظام دیں۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو اس سے انسانی ذہن پر خاصی پابندیاں لگ جاتیں مصنف لکھتے ہیں کہ جہاں تک فقہ کا تعلق ہے۔ یہ علم کی شاخ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصی دیر بعد شروع ہوئی اور پرانے جاگیرداری ایام کی یادگار تھی اور اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ آج کے سیکولر سیاسی زمانے میں یہ غیر متعلق ہو کر رہ گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں، اسلام میں مذہب اور ریاست کو الگ الگ رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید اور سنت دونوں ہی قانون کا کوئی مکمل ڈھانچہ پیش نہیں کرتے۔ کتاب کے آخری حصے میں آپ کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاسی اقتصادی یا قانونی نظام پیش نہیں کیا اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ وہ آزادانہ طور پر سوسائٹی کا ڈھانچہ کھڑا کریں اور ایک سیکولر ریاست ان اصولوں پر بنائیں جو عقل انسانی حقوق اور جمہوریت کے سلسلے میں ساری دنیا میں رائج ہیں۔ وہ یہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ساری تاریخ کو دوبارہ لکھیں حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ بھی۔ اور ایسا کرتے ہوئے انہیں موجودہ دور کے سوشل سائنسز کا خیال رکھنا چاہیئے اور جتنی پرانی باتیں پیش کی جاتی ہیں ان کو بغیر کسی تحقیق کے تسلیم نہ کر لیا جائے۔ تبصرہ نگار کہتے ہیں کہ پروفیسر قمرالدین کا مذہب کے متعلق نظریہ نہایت مبہم ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن مذہبی تھا۔ سیاسی نہیں۔ لیکن وہ مذہب کے نظریئے کی تعریف نہیں کرتے۔

قرآن کریم میں تو دین کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اپنے اندر خاصی وسعت رکھتا ہے اور جس میں نظام حیات بھی شامل ہے۔ یعنی سچائی کا راستہ اور اچھائی کا راستہ اور عدل کا راستہ لیکن مصنف نے دین کا ترجمہ مذہب کیا ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب کے بعض حصوں کا سمجھنا مشکل ہو گیا ہے۔ تبصرہ نگار نے کتاب کی طباعت کی غلطیوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور کہا ہے کہ ان غلطیوں کی وجہ سے کتاب پر بدنمائی کا دھبہ لگتا ہے۔ البتہ وہ کہتے ہیں کہ کتاب خاصی دلچسپ ہے اور کئی نظریات کو اکھاڑ کر رکھ دیتی ہے۔ ایسے نظریات جو بنیاد پرستوں یا مذہبی سیاسی گروہوں نے اختیار کئے ہوئے ہیں"۔

جسٹس جاوید اقبال

جسٹس جاوید اقبال کہتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جب تحریک پاکستان زوروں پر تھی۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور پاس کی گئی۔ قرارداد لاہور کی دو تین باتیں جن پر غور کرنا چاہیئے۔ اس میں پہلے تو لفظ پاکستان کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں مرکز کا مسئلہ بھی واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا تھا۔ اس میں یہی تھا کہ برصغیر کے جن خطوں میں مسلمانوں کی آبادی ہے اس میں علیحدہ ریاستیں قائم کی جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کا موقف چودہ نکات ہی تھے۔ وہ مرکز کے مسئلے کو اوپن رکھنا چاہتے تھے تاکہ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین کوئی معاہدہ ہو سکتا ہے تو اس کیلئے صورت کھلی رکھی جائے۔ حضرت علامہ نے بھی جب ۱۹۳۰ء میں الہ آباد کا خطبہ دیا تو اس میں انہوں نے جو تصور مسلم ریاست کا دیا کہ شمال مغرب میں سارے صوبوں کو اکٹھا کر کے ایک مسلم سٹیٹ بنا دی جائے اس میں بھی انہوں نے اصطلاح دی کہ برٹش ایمپائر کے اندر یا اس کے باہر۔۔۔۔ تاکہ گفت و شنید کا دروازہ کھلا رہے اور ایسی صورت نہ ہو جو انگریز اور ہندو کو قابل قبول نہ ہو۔

علامہ کے ابتدائی تصور میں تو بنگال کا ذکر نہیں تھا۔ البتہ پنجاب کے وہ خطے جن میں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہ اس میں سے نکالنے کو تیار تھے تاکہ مغربی پنجاب مسلم اکثریت ہو جائے۔ وہ اس ضمن میں ایک عملی تجویز دے رہے تھے لیکن مرکز کے مسئلے میں وہ بھی خاموش تھے۔

اس وقت مسلم زعماء کی حکمت عملی یہ تھی کہ ایسی اپوزیشن اختیار نہ کریں جو کہ نہ ہندوؤں کو قبول ہو نہ انگریزوں کو۔ اور ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن اسی دوران چودھری رحمت علی اور دیگر اصحاب جو کیمبرج میں تھے انہوں نے اسی تصور سے آئیڈیا لے کر لفظ پاکستان کو قائم کیا اور چودھری رحمت علی نے مسلم لیڈر شپ سے چار قدم آگے جا کر یہ کہا کہ نہیں جی ان کی فیڈریشن ہی الگ بنائی جائے۔ یعنی پاکستان ایک ملک ہی علیحدہ ہو۔

رحمت علی کی پاکستان سکیم کو چرچل کی حمایت حاصل تھی۔ اسی وجہ سے ہندوؤں نے مسلم لیڈروں پر یہ الزام لگایا کہ یہ تو انگریز کی وجہ سے ہندوستان کے ٹکڑے کروا رہے ہیں۔ علامہ پر بھی یہ الزام لگوایا گیا اور آج بھی ہماری سیاست میں جو ہندوستان کی حمایت میں حلقے ہیں وہ اسی بات کو بار بار دہراتے ہیں۔

بعض اوقات یہ غلط فہمی اس لئے بھی پھیلائی جاتی ہے کہ علامہ کے خطوط مولانا راغب احسن کے نام یا علامہ کے خطوط ایڈورڈ ٹامسن کے نام جن میں انہوں نے کہا ہوا ہے کہ میرا کوئی تعلق پاکستان کی سکیم کے ساتھ نہیں تو اس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت علامہ کا تعلق مسلم ریاست سے تھا۔

اس وقت کے مطابق علامہ نے درست کہا تھا کہ ہمارا تعلق پاکستان کی تحریک کے ساتھ نہیں سے یہ مراد ہے کہ ہمارا جو مطالبہ ہے اس کا تعلق چودھری رحمت علی کے پاکستان کی اسکیم کے ساتھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔ یہی الفاظ خلیفہ شجاع الدین کے بھی ہیں کہ یہ سکیم تو ایک طالب علم کی ہے اس کا تعلق مسلم لیڈر شپ کے ساتھ نہیں۔۔۔۔۔۔ اسی طرح سر ظفر اللہ خان سے بھی یہی الفاظ منسوب کئے جاتے ہیں۔ قائداعظم سے جب پوچھا گیا کہ آپ کا چودھری رحمت علی کی پاکستان سکیم کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے یہ جواب دیا میں سمجھتا ہوں یہ ایک ایسے اناڑی کی سکیم ہے جو کہ تاش کے پتے ہاتھ میں رکھنے کی بجائے میز پر رکھ کر سب کو دکھا دے۔

قرارداد لاہور کے بعد جب

باقی ص۷ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

طاہر احمد ہاشمی

ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ

میری اہلیہ مکرمہ ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ کراچی میں ۱۴ فروری ۱۹۹۰ء صبح نماز فجر کے بعد تقریباً سوا سات بجے وفات پا گئیں۔

آپ ۱۹۳۶ء میں دہلی میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد صاحب کا نام سید میر مہدی حسن صاحب اور والدہ کا نام محترمہ بی بی جان صاحبہ تھا۔ آپ کے والدین نے اپنے وطن کو احمدیت کی خاطر چھوڑا اور کشمیری محلہ دہلی میں رہائش اختیار کی۔ یہ تاجر خاندان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کاروبار میں بہت برکت دی اور احمدیہ فرنیچرز کے نام سے دہلی میں خوب ترقی کی۔ ۱۹۴۷ء میں جلسہ فضل عمر دہلی میں آنے والے مہمان انہیں کی حویلی اور کارخانہ میں ٹھہرے تھے۔ اور بہت سے دیگر انتظامات میں بھی انہوں نے حصہ لیا تھا۔ زنانہ جلسہ میں پانی پلانے اور انتظامات کی ڈیوٹی میں زبیدہ بھی شامل تھیں۔

بچپن میں قرآن پاک اپنی والدہ صاحبہ سے پڑھا اور کچھ ابتدائی تعلیم بھی۔ پاکستان بننے کے وقت آٹھویں کلاس میں تھیں۔ دہلی سے ہجرت کے بعد کراچی میں مقیم ہوئیں اور میٹرک کے بعد ویمن کالج فریئر روڈ سے انٹرمیڈیٹ پاس کیا اور پھر فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس نمایاں کامیابی سے تیسری پوزیشن لیکر ۱۹۵۷ء میں پاس کیا اور وہیں سے پوسٹ گریجوایٹ بھی کیا۔ ازاں بعد کراچی ایئرپورٹ میٹرنٹی اینڈ چائلڈ ویلفیئر سنٹر میں لیڈی ہیلتھ آفیسر رہیں جہاں تقریباً دو سال کام کرنے کے بعد سروس چھوڑ دی اور ۱۹۶۱ء میں ناظم آباد میں پرائیویٹ پریکٹس شروع کی جو کہ بعدہٗ دستگیر اور پھر النور سوسائٹی میں نور ہسپتال کی شکل میں جاری رہی جس کے ساتھ ہی بیت النور کا سینٹر بھی ہے۔

۲ جنوری ۱۹۵۹ء کو ڈاکٹر زبیدہ صاحبہ کا نکاح خاکسار طاہر احمد ہاشمی ایم ایس سی کے ساتھ دارالذکر لاہور میں پڑھا گیا اور ۱۹ اپریل ۱۹۵۹ء کو کراچی میں رخصتی عمل میں آئی اور آپ ڈاکٹر زبیدہ حسن سے ڈاکٹر زبیدہ طاہر بن گئیں۔

النور میں نور ہسپتال کا قیام اگست ۱۹۶۹ء میں عمل میں آیا اور حضرت امام جماعت (الثالث) نے اس کا نام نور ہسپتال رکھا۔ اسی سال بیت النور کی ابتدا بھی ہوئی۔

پریکٹس کی ابتدا سے ہی خدمت خلق کے کام کی بھی ابتدا کر دی تھی اور نادار مریضوں کو حسب توفیق مشورہ، نسخہ اور دوائیں اپنے پاس سے دیا کرتی تھیں۔ یہ طریقہ آخر وقت تک جاری رہا اور اب ان کے بچے بھی ڈاکٹر بننے کے بعد اس پر کاربند ہیں۔

۱۹۷۷ء سے جلسہ سالانہ ربوہ میں طبی امداد کی ڈیوٹی دیا کرتی تھیں جہاں ان کی بیٹیاں ثمرینہ ہاشمی اور سلمیٰ ہاشمی بھی ان کے ساتھ ہوتی تھیں۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم میں صفحہ ۶۲۸ اور ۶۲۹ پہ یوں ذکر آیا ہے کہ

"نیز ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ بھی قابل ستائش ہیں جنہوں نے بہت زیادہ محنت کے ساتھ اکیلے سارے جلسہ گاہ کو طبی امداد پہنچائی اور وقتاً فوقتاً قیام گاہ میں بھی ڈیوٹی دیتی رہیں۔"

۱۹۸۱-۸۲ء میں احمدیہ ویمن میڈیکل ایسوسی ایشن کی صدر کی حیثیت سے تنظیم قائم کی اور اسے بہت کامیابی سے چلایا۔ یہ تنظیم ۱۹۸۴-۸۵ء میں تنظیموں پر ملک گیر پابندی لگنے کے وقت تک کامیابی سے چلتی رہی۔

جنوری ۱۹۷۶ء میں حلقہ النور سوسائٹی میں لجنہ اماء اللہ کی نائب صدر مقرر ہوئیں اور ۱۹۷۸ء تک نائب صدر رہیں۔ ۱۹۷۸ء میں صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ النور منتخب ہوئیں اور ۱۹۸۶ء تک صدر حلقہ لجنہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتظامی صلاحیت سے خوب نوازا تھا اسی لئے یکے بعد دیگرے تنظیمی امور آپ کے سپرد کئے جاتے رہے اور آپ ان کو بحسن و خوبی انجام دیتی رہیں۔ صدر حلقہ کے ساتھ ساتھ آپ نائب نگران لجنہ قیادت ع۳ کی ذمہ داری بھی ادا کرتی رہیں۔

۱۹۸۲ء میں محترمہ سلیمہ میر صاحبہ نے قیادت ع۳ اور ع۵ کی تنظیم نو کا کام آپ کے سپرد کیا اور کہا کہ "ان منجمد تنظیموں کو فعال بنانے کیلئے گرم پانی کی رَو ان میں چھوڑی جا رہی ہے"۔ ڈاکٹر صاحبہ کی ڈائری کا ایک صفحہ نمونتاً نقل کر رہا ہوں۔

یکم نومبر ۱۹۸۲ء (۱) میٹنگ احمدیہ ہال (۲) یوم صحت جسمانی کا پروگرام بنایا (۳) دس حلقہ میں اطلاعات کروائیں (۴) احمدیہ ہال میں اعلان کروایا (۵) میٹنگ سیکرٹری اطلاعات و مصباح (۶) (۔۔۔۔)

۲ نومبر (۱) میٹنگ سیکرٹری اطلاعات و مصباح (۲) میٹنگ نائب صدر (۳) ۴ خطوط حزب انچارج کو لکھے (۴) (۔۔۔۔)

۳ نومبر (۱) ہال (بیت النور) یوم صحت جسمانی کے لئے تیار کروایا۔ گراؤنڈ کھیلوں کے لئے سیٹ کروایا۔ نیٹ لگوائے۔

۱۹۸۲ء میں ہی انتظامیہ کمیٹی ضلع کراچی کی انچارج کا عہدہ سنبھالا۔ جلسہ سالانہ پر بھی میڈیکل ڈیوٹیز دیتی رہیں اور اسی سال میڈیکل ڈیوٹی کے علاوہ حلقۂ خاص کی انتظامی ڈیوٹی بھی آپ کے سپرد کی گئی اور ۱۹۸۳ء میں پہلی مرتبہ ربوہ سے باہر کسی لجنہ کو جلسہ گاہ کے انتظامات سونپے گئے

اس سالانہ جلسہ میں لجنہ کراچی نے زنانہ جلسہ گاہ عام کے مکمل انتظامات سنبھالے ڈاکٹر زبیدہ طاہر منتظمہ جلسہ گاہ تھیں۔ آپ نے بحیثیت منتظمہ کراچی میں ہی معاونات کو ٹریننگ دی اور پانی پلانے کے لئے گلاس جگ وغیرہ اور کچرا ڈالنے کے لئے پلاسٹک کی تھیلیاں بھی کراچی سے ہی فراہم کیں۔

اس سال صفائی اور خاموشی کا انتظام اتنا اچھا تھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اور محترمہ چھوٹی آپا جان نے ذاتی طور پر ان انتظامات کو بے حد سراہا اور حوصلہ افزائی کی۔

اپریل ۱۹۸۳ء میں لندن میں آپ کا آپریشن ہوا اور ابھی پوری طرح صحتیاب نہیں ہوئی تھیں کہ جلسہ سالانہ کا وقت آ گیا اور آپ نے خود کہہ کر جلسہ گاہ کی ڈیوٹی لگوائی اور کمزوری کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر جلسہ گاہ میں انتظامات کی نگرانی کی۔

اس ڈیوٹی کو بھی بہت سراہا گیا اور خود حضور نے بھی ملاقات میں اس کی تعریف فرمائی۔

۱۹۸۷ء میں آپ بیمار ہوئیں اور باوجود سپیشلسٹوں (SPECIALISTS) کے علاج کے آہستہ آہستہ طبیعت بگڑتی گئی جسے شروع میں HEART TROUBLE سمجھا گیا اور مہینوں اس کا علاج چلا اور بالآخر دل کے آپریشن کیلئے لندن بھیجا گیا۔ جہاں حضور نے فرمایا کہ آپ کو دل کا عارضہ نہیں ہے۔ چنانچہ تفصیلی معائنوں کے بعد لندن کے ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ کیا کہ HEART TROUBLE نہیں ہے اور پیٹ کے امراض والوں کے پاس بھیجا۔ جنہوں نے پیٹ کا اوپریشن کیا لیکن اس سے تکلیف دور نہیں ہوئی اور صرف ۷ ماہ بعد ہی آغا خاں ہسپتال کراچی میں اس سے کئی گنا بڑا اپریشن ہوا اور کئی قسم کے متفرق علاج ہوتے رہے۔ پھر ایک سال بعد ایک اور اپریشن ہوا۔ مسلسل علاج جاری رہنے کے باوجود تکلیف بڑھتی گئی حتیٰ کہ ۱۴ فروری ۱۹۹۰ء کی صبح ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ نے جان اپنے خالق و مالک رب العالمین کے سپرد کر دی۔

اس تمام عرصہ میں حضور (امام جماعت احمدیہ الرابع) نے مسلسل دعاؤں میں یاد رکھا اور کئی دفعہ خود لندن سے ان کی صحت کے بارہ میں پتہ کروایا اور صاحبزادہ لقمان احمد صاحب لندن سے فون پر حال دریافت کر کے حضور کو اطلاع دیتے رہے۔ حضور نے مشفق باپ سے بھی زیادہ شفقت کا سلوک فرمایا اور دعائیں اور دلجوئی فرماتے رہے۔ حضور کا تعزیت کا تار بھی ہمیں پہنچا اور دلوں کی ڈھارس کا باعث بنا۔

عزیزان اور احباب جماعت نے بھی مسلسل دعاؤں سے مدد کی اور جب وفات کی اطلاع جماعت کو دی گئی تو اتنی کثرت سے احباب اور بہنوں نے شرکت کی کہ ہمارے لئے ان کا شمار ممکن نہ تھا۔ اسی روز عصر کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور کراچی میں ہی تدفین عمل میں آئی۔

آخر میں استدعا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام غلطیاں اور کوتاہیاں معاف فرما دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

اسکیمولوگ

تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ جنہیں ہم اسکیمو لوگ کہتے ہیں یہ برف کے زمانے میں وسطی ایشیا سے آئے تھے اسی وجہ سے ان کی شکلیں ان منگولوں سے ملتی ہیں جو مشرقی ایشیا میں آباد ہیں۔ ان کی رنگت پیلی ہوتی ہے اور بال بالکل کالے اور سیدھے چھوٹی چھوٹی آنکھیں اور گال کی ہڈیاں ابھری ہوئی ہوتی ہیں۔ گٹھے ہوئے بدن اور چوڑے سینے۔ البتہ ان کے ہاتھ پیر نسبتاً چھوٹے ہوتے ہیں۔ صرف ان کی ناک ستواں اور لمبی ہوتی ہے اور منگولوں سے مختلف ہوتی ہے۔ مختلف علاقوں میں رہنے والے اسکیمو کے آباؤ اجداد غالباً ایک ہی تھے کیونکہ ہر جگہ ان کے رسم و رواج ملتے جلتے ہیں۔ ان کا تمدن، لباس، مچھلی پکڑنے کے ہتھیار، جانور مارنے کے طریقے جیسے سائبیریا میں ہیں ویسے ہی شمالی امریکہ میں ہیں زیادہ تر اسکیمو بحیرۂ منجمد شمالی کے کناروں پر اور گرین لینڈ کے مشرقی اور مغربی ساحلوں پر رہتے ہیں۔ کینیڈا کے انتہائی شمالی علاقوں میں بھی ان کا بسیرا ہے کہتے ہیں کہ دنیا میں اسکیمو کی تعداد قریباً پانچ ہزار ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس تعداد میں کبھی کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ ان کی زبان بہت پیچیدہ ہوتی ہے اور باہر کے لوگ مشکل ہی سے سیکھ سکتے ہیں۔ البتہ اب الاسکا میں یہ لوگ اپنی زبان سہل بنا رہے ہیں۔ یہ لوگ بہت جفاکش ہوتے ہیں اور چھ مہینے سے نو مہینے تک برف باری کی ساری سختیاں آسانی سے جھیل لیتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

سانحۂ ارتحال

○ مکرم حافظ صغیر احمد صاحب چیمہ کے پوتے مکرم منظور احمد صاحب چیمہ ۲۵، نومبر ۱۹۸۹ء کو فرینکفرٹ کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئے۔ ان کی میت دو دسمبر ۱۹۸۹ء کو لاہور پہنچی۔ جہاں احمدیہ قبرستان ماڈل ٹاؤن میں تدفین ہوئی۔

پسماندگان میں بیوہ اور تین نوعمر بچے شامل ہیں۔

○ مکرم محمد عبدالرفیع صاحب (نائب صوبیدار) جو کہ کوئٹہ میں اپنی ڈیوٹی پر تھے مورخہ ۱۹، مارچ ۹۰ء کو رات ایک بجے ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے ان کا جنازہ اگلے روز ربوہ لایا گیا۔ ۲۱، مارچ کو صبح قبرستان نمبر ۱، میں تدفین ہوئی۔ جہاں مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے دعا کرائی۔ موصوف نے چار بچے پیچھے چھوڑے ہیں۔

○ مکرم احمد خاں صاحب ۱۵، مارچ بروز جمعرات شام چھ بجے انتقال فرما گئے۔ نماز جنازہ امیر جماعت ضلع گجرات مکرم رشید الدین صاحب نے ۱۶، مارچ کو بعد نماز جمعہ پڑھائی۔ موصوف نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹا واقف زندگی ہے اور جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

○ مکرم شفیق احمد صاحب ملک آرکیٹیکٹ ربوہ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ سعیدہ خانم صاحبہ زوجہ ملک حمید اللہ صاحب ساکن فیصل ٹاؤن لاہور مورخہ ۱۶، مارچ ۹۰ء بروز جمعۃ المبارک مختصر سی علالت کے بعد مولائے حقیقی سے جا ملیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

تقریب شادی

○ مکرم تصدق حسین صاحب ابن مکرم محمد اشرف صاحب آف بھوڈی ملھیاں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کی شادی مکرمہ روبینہ شاہین صاحبہ بنت مکرم غلام حسین صاحب باجوہ آف R-۱۰/۲۴، تحصیل و ضلع خانیوال سے مورخہ ۲۸، فروری ۱۹۹۰ء کو ہوئی۔ اسی روز مکرم مشہود احمد صاحب ناصر نودی مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ خانیوال نے ان کے نکاح کا اعلان مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر کیا۔ یکم مارچ ۱۹۹۰ء کو بھوڈی ملھیاں میں دعوت ولیمہ ہوئی۔

○ مکرم محمد اسحاق صاحب آف لیہ کی بیٹی عزیزہ نزہت شاہین صاحبہ ایم۔اے کی شادی مکرم منصور احمد صاحب ابن چوہدری محمود احمد صاحب ملت ٹریکٹرز لاہور کے ساتھ مورخہ ۸، فروری ۹۰ء بروز جمعرات قرار پائی۔ عزیزہ نزہت شاہین صاحبہ مکرم چوہدری کرم دین صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ) کی پوتی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو دونوں خاندانوں کے لئے مبارک فرمائے

نمایاں کامیابی

○ عزیزم احسن محمود طاہر آف جھنگ نے امسال نہم کلاس میں ۷۱۱/۹۰۰، نمبر حاصل کر کے اپنے سکول میں سائنس کے تین سیکشنوں میں ۳۶۰، طالب علموں میں سے تھرڈ پوزیشن حاصل کی ہے۔

○ عزیزہ عائشہ قمر بنت مکرم قمر اعجاز صاحب چٹھہ نے پنجم کلاس میں سے ۲۲۱/۳۰۰ نمبر لے کر گورنمنٹ گرلز جونیئر ماڈل مڈل سکول میاں چنوں شہر سے تھرڈ پوزیشن حاصل کی ہے۔

○ عزیزہ صالحہ ماریہ قمر بنت مکرم قمر اعجاز صاحب چٹھہ نے چہارم کلاس میں سے ۲۰۲/۲۵۰ نمبر لے گورنمنٹ گرلز جونیئر ماڈل مڈل سکول میاں چنوں شہر سے دوئم پوزیشن حاصل کی ہے۔

○ عزیزہ امۃ الولی البشریٰ بنت قمر اعجاز صاحب چٹھہ نے سوئم کلاس میں سے ۲۰۸/۲۵۰، نمبر لے کر دوئم پوزیشن حاصل کی ہے۔

یہ بچے مکرم ڈاکٹر عمر الدین صاحب سدھو ربوہ کے نواسے نواسیاں ہیں۔

○ عزیزم مکرم نعیم ابن مکرم ساجد نعیم صاحب نے پبلک انگلش ماڈل سکول میاں چنوں سے پنجم کلاس کے بورڈ کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے

○ عزیزہ درثمین بنت ساجد نعیم صاحب نے گورنمنٹ جونیئر ماڈل مڈل سکول میاں چنوں شہر سے سوئم کلاس میں پنجم پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں آئندہ نمایاں کامیابیاں عطا فرماتا رہے۔

ولادت

مکرم ملک منیر احمد خان صاحب سیکرٹری مال ساہیوال کے بیٹے عزیز تنویر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۸، نومبر کو بیٹا عطا کیا ہے جو کہ ملک شریف احمد ایڈووکیٹ آف ملتان کا نواسہ ہے۔ حضور نے بچہ کا نام منیر احمد باسل رکھا ہے۔ بچہ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو درازئ عمر عطا کرے۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

قائد اعظم نے علی گڑھ میں تقریر کی تو تب بھی انہوں نے واضح کیا کہ ہم نے پاکستان کا لفظ اس میں استعمال نہیں کیا تھا۔ قائد اعظم نے کہا کہ پاکستان کا نام ہندوؤں نے دیا۔ اس تقریر کو سامنے لائیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ قائد اعظم نے یہ کوشش آخری دم تک کی کہ اگر ہندوؤں سے کوئی تصفیہ ہو سکتا ہے تو ہم تصفیہ کرنے کو تیار ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اگر ہندوستان دو لخت ہوا تو وہ ہندو کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہوا۔ جیسے آج بھی کشمیر کے مسئلے پر ہندو کا جو موقف ہے اس کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی جو علیحدگی کا رستہ اختیار کرنا پڑا تو اس کی وجہ بھی ہندوؤں کی ہٹ دھرمی تھی...... یہ وہ دور تھا جس میں پاکستان کی تحریک جاری ہوئی۔ ایک طرف عالمی جنگ شروع ہو گئی اور دوسری طرف یہ تحریک جاری تھی۔

ایک ایسی سٹیج بھی خضر حیات کی وزارت عظمیٰ کے زمانے میں آئی۔ جوں جوں ہم تقسیم کے قریب پہنچ گئے جس وقت ڈان کا داخلہ پنجاب میں ممنوع ہو گیا۔ اس زمانے میں ہم چند لوگ مثلاً شیخ خورشید احمد، ایم بی زمان (سابق ایڈووکیٹ جنرل پنجاب) ڈاکٹر مسعود کے بیٹے الیاس مسعود وغیرہ نے مل کر ایک اخبار جاری کیا جو میرے گھر سے نکلتا تھا۔ ہم اس کو سائیکلوسٹائل کرتے تھے۔ اس کا نام "نوائے اسلام" تھا........ یہ انگریزی اور اردو میں نکلتا تھا۔ یونینسٹ حکومت جو مظالم مسلم لیگیوں پر کرتی تھی اس کی خبریں ہم شائع کرتے تھے۔ یہ سب کچھ جاوید منزل ہی میں ہوتا تھا وہیں سائیکلوسٹائل مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ ہمارے گھر کے بالکل سامنے ملک بلڈنگ تھی جس میں سی آئی ڈی کا آفیسر رہتا تھا۔ اسے سب پتہ تھا کہ ہم کیا کر رہے ہیں کہ وہ خود ہمیں کہتا تھا کہ اس طرح کرو اور اس طرح نہ کرو۔ تاکہ اس کی خبر باہر نہ ہونے پائے۔ پھر ہم میں بعض لوگ دلی جاتے تھے اور وہاں سے ڈان اخبار کی ہزاروں کاپیاں سوٹ کیسوں میں بھر کر لاتے تھے...... اسی طرح ہم نے ڈان کی ترسیل کا سلسلہ جاری رکھا۔ بعض ہم میں سے نوجوان گرفتار بھی ہوئے۔ اخبار ہم مفت تقسیم کرتے تھے۔

میرے گورنمنٹ کالج کی طالب علمی کے زمانے میں گو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات تھے لیکن کبھی یونیورسٹیوں میں اس طرح کا تشدد نہیں ہوتا تھا۔ جس طرح کہ آج کا ماحول ہے۔ اختلاف سیاسی ہوتے تھے۔ اس کے باوجود دوستیاں بھی قائم رہتی تھیں...... اس طرح کے حالات نہیں تھے جو آج کے طالب علموں کے درمیان ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ بعض طالب علم کمیونسٹ ہوتے تھے بالخصوص ہندوؤں میں تو وہ کسی نہ کسی وجہ سے کالج میں ہڑتال کرواتے تھے تو اس کے لئے وہ گیٹ پر کھڑے ہو جاتے تھے کہ جی آج ہڑتال ہے، کوئی اندر نہ جائے۔ تو ہم کہتے تھے کہ جی چھوڑو، چھوڑو ٹھیک ہے۔ اس طرح ہم اندر جا کے کلاسیں اٹنڈ کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی طالب علم کسی دوسرے کو مجبور نہیں کرتے تھے کہ کلاس میں نہ جاؤ یا امتحان نہ دو۔

(جنگ جمعہ میگزین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکور بھائی کے خلاف درج ہونیوالی ایف آئی آر کا مکمل متن

مکرم عبدالشکور صاحب (شکور بھائی چشمے والے) جن کو ۱۰ مارچ کو تھانہ سٹی سرگودھا نے الیس اللہ ..... کی انگوٹھی پہننے پر گرفتار کیا تھا ان کے خلاف درج کی جانے والی ایف آئی آر کا متن درج ذیل ہے

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بخدمت جناب الیس ایچ او صاحب تھانہ سٹی سرگودھا۔ جناب عالی گذارش ہے کہ مسمی عبدالشکور چشمے والا ، قادیانی مرتد ہے جس نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ایک انگوٹھی پہن رکھی ہے۔ جس پر قرآنی آیت الیس اللہ بکافٍ عبدہ لکھوا رکھا ہے۔ فدوی نے جب عبدالشکور سے انگوٹھی کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے میرے ساتھیوں مسمیان عبدالرزاق ولد محمد رمضان قوم ـــ سکنہ وسیم الیکٹرک سٹور فاطمہ جناح روڈ سرگودھا اور سعید احمد ولد محمد یوسف قوم چیمہ ساکن چک ـــ جنوبی (ج) میرے ساتھ تھے کے روبرو کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ فدوی نے جب عبدالشکور مذکور کو یاد دلایا کہ یہ قانون شکنی ہے تو اس نے کہا ہم کسی قانون کو نہیں جانتے اور ایسے قانون (لفظ پڑھا نہیں گیا) ہم عبادت سمجھتے ہیں۔ عبدالشکور مذکور پرانا عادی مجرم ہے۔ اس سے قبل بھی کلمہ طیبہ کی توہین کے جرم میں گرفتار ہو چکا ہے اور عدالت سٹی مجسٹریٹ صاحب سے دو سال سزا یاب ہوا تھا۔ عبدالشکور مذکور نے تمام مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کو مجروح کیا ہے۔ لہٰذا بذریعہ تحریر استدعا ہے۔ عبدالشکور کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ سی کے تحت مقدمہ درج کر کے کارروائی کی جاوے۔

رانا محمد یوسف عرف خمینی ولد رانا فرزند علی قوم راجپوت ساکن چک ۱۲۱ جنوبی"

(ناظر امور عامہ)

اعلان دارالقضاء

"محترمہ شوکت نصیر صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد صاحب صفدر مکان ۶/۱۱ محلہ دارالیمن غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ اُن کے والد مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب ابن مکرم منشی سلطان عالم صاحب آف گوڑیالہ ضلع گجرات وفات پا گئے ہیں۔ اُن کا ترکہ ایک پلاٹ ۱۷/۲ دارالیمن غربی بر قبہ دس مرلہ درخواست دہندہ کے نام منتقل کیا جائے۔ اسلئے بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دے۔"

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

الفضل کی قدر و قیمت کا اندازہ

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا:

"آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں۔ مگر وہ دن آ رہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے"

(الفضل ۲۸ ، مارچ ۱۹۴۶ء)

معیاری ہومیوپیتھک ....

پوٹنسیاں | مرکبات (پیٹنٹ ادویات) | مدر ٹنکچر | گولیاں | ٹکیاں | ملک شوگر

اور کتب تھوک و پرچون دستیاب ہیں

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ

فون ۷۷۱ ، ۶۰۶ ، ۶۰۷

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم کی صدارت میں دفاعی کمیٹی کے اجلاس میں پاکستان کی آئندہ دفاعی ضروریات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ جائزہ بھارت کے جنگی بجٹ میں اضافے کی وجہ سے لیا گیا ہے۔

○ جھنگ میں انتظامیہ کے رویہ کے خلاف مکمل ہڑتال کی گئی۔ بعض لوگوں نے ایک دوکان کو نذر آتش کر دیا۔

○ پنجاب اسمبلی کے سپیکر میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس ۳۱ مارچ سے پہلے بلایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی نے اجلاس طلب کرنے کی درخواست دے رکھی ہے۔

○ وفاقی کابینہ کے ایک اجلاس میں نئے قوانین کی منظوری دی گئی ہے۔ جن کے تحت منشیات کے کاروبار میں ملوث افراد کی جائیداد ضبط کی جا سکے گی۔

○ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی طرف سے ایک حکم نامہ جاری کیا گیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ لاہور کے ضلع میں واقع پاک بھارت سرحد کے قریب رات کے وقت نقل و حرکت کی اجازت نہیں ہوگی۔

○ اسلامی جمہوری اتحاد کے ایم این اے مسٹر انوار الحق چوہدری کو وزیر اعظم کا خصوصی معاون مقرر کر دیا گیا ہے ان کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔

○ صدر پاکستان اور سینیٹ کے چیئرمین کے انتخاب کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا ہے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ فوج سندھ کا مسئلہ چند دن میں حل کر سکتی ہے۔

○ لاہور میں بے نظیر بھٹو کے جلسہ کے بارے میں بی بی سی نے کہا ہے کہ یہ جلسہ ایسے وقت میں شروع ہوا جب اقتدار کی نئی کشمکش شروع ہو چکی ہے۔

○ سکھر ڈویژن میں ریلوے ملازمین نے ہڑتال کر دی پولیس نے فائرنگ کر دی۔

○ "جنگ" کے دفتر پر حملہ کے بارے میں حکومت پنجاب کے ایک اعلیٰ سطح کے وفد نے معذرت کر لی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں نے بھارتی فوج کی جانب سے انتہائی سخت اور مکمل کرفیو کے باوجود دارالحکومت سری نگر اور دوسرے کئی مقامات پر کرفیو کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یوم پاکستان کے موقع پر پاکستان کے پرچم لہراتے ہوئے جلوس نکالے اور پاکستان کی حمایت میں زبردست نعرے لگائے۔ سری نگر میں متعدد مکانوں اور غیر سرکاری عمارتوں پر پاکستان کے جھنڈے لہراتے رہے۔ مختلف مقامات پر جھڑپوں میں دو حریت پسند مسلمان شہید اور متعدد زخمی ہو گئے۔ مساجد کے لاؤڈ سپیکروں سے پاکستان کا قومی ترانہ بجایا گیا۔ مقبوضہ کشمیر کی آزادی اور پاکستان کے استحکام کیلئے دعائیں مانگی گئیں۔ ۲۵ حریت پسندوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

○ مقبوضہ کشمیر کی حکومت نے پاک بھارت سرحد کے پانچ کلو میٹر کے علاقے میں شام سے صبح تک کا کرفیو لگا دیا ہے اور پوری وادی کے اسلحہ کے تاجروں کے لائسنس معطل کر دیئے ہیں اور ڈیلروں کو اپنے ہتھیار اور گولیاں جلد سے جلد سرکاری اسلحہ خانوں میں جمع کرانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

○ مقبوضہ مغربی کنارے نابلوس میں اسرائیلی فوجیوں نے ۲ فلسطینیوں کو شہید کر دیا اور ایک زخمی ہو گیا۔

پتہ